سورہ روم　　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○　　ایت نمبر(۳۱-۳۲)

وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ○ مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَکَانُوۡا شِیَعًا ؕ کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

[۱۰ صفر ۱۴۳۲ھ بمطابق 14 جنوری 2011]

عنوان

ماہ ربیع اور دس منٹ کا احتساب

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوھری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اثاری سروبہ لاھور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوھری صاحب صدر جوھری ٹرسٹ

اب آپ خطبہ جمعة المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ھیں:

www.Johritrust.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا ○ (۳۶/۱۷)

ترجمہ: کسی ایسی چیز کے پیچھے مت لگو، جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل ان سب ہی سے پوچھ گچھ ہوگی۔

آج کے خطبہ کا عنوان ماہِ ربیع اور خود احتسابی کا عمل ہے۔

ربیع الاوّل میں تاجدارِ مدینہ عبداللہ کے لختِ جگر آمنہ کے نورِ نظر رسولِ اکرم ﷺ تشریف لائے رسول اللہ ﷺ کے آنے سے قبل اللہ نے آپ کو دنیا میں بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

وعدہ خداوندی:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ○

اور ہم اقوامِ سابقہ سے انبیاء کے ذریعے عہد لیا کرتے تھے کہ ہم نے تمہیں کتاب اور حکمت عنایت فرمائی ہے۔ لیکن اس کے بعد جب ہم کوئی دوسرا رسول بھیجیں جو اس تعلیم کو سچ کر دکھائے جو تمہیں دی گئی تھی، تو تم گروہ بندانہ تعصب کی بناء پر اس کی مخالفت نہ شروع کر دینا، بلکہ اس کی صداقت پر ایمان لانا اور اس کی تائید کرنا۔ اللہ ان اقوام سے پوچھ لیا کرتا تھا کہ کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو کہ تم ان رسولوں کو اسی طرح مانتے جاؤ گے اور اس کا ذمہ لیتے ہو کہ ان کی تائید کرو گے؟ وہ کہتے بے شک ہم اس کا اقرار کرتے ہیں۔ اس پر اللہ ان سے کہتا کہ اب تم اس عہد اور اقرار کی نگرانی کرنا اور میں بھی اس کی نگرانی کروں گا۔ (کہ تم اسے نبھاتے ہو یا نہیں)

یہ تو اللہ کا وعدہ تھا رسول اللہ ﷺ سے قبل انبیاء نے بھی رسول اللہ ﷺ کو اللہ سے مانگا تھا۔

دعائے خلیل:

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

اور جب ابراہیم خانہ کعبہ کی بنیادیں چن رہا تھا اور اسماعیل بھی اس کے ساتھ شریک تھا۔ (ان کے ہاتھ تو پتھر چننے میں مصروف تھے اور زبان پر یہ دعا جاری تھی) اے پروردگار! (ہم تیرے دو بندے تیرے مقدس نام پر اس گھر کی بنیاد رکھ رہے ہیں تا کہ یہ دنیا میں تیری توحید کا مظہر اور وحدتِ انسانیت کا مرکز بن سکے) ہمارے اس عمل کو شرفِ قبولیت عطا فرما۔ بلاشبہ تو ہی ہے جو دعاؤں کا سننے والا اور (دلوں کے ارادوں کا) جاننے والا ہے۔ اے پروردگار! ہمیں ایسی توفیق عطا فرما کہ ہم سچے مسلم (یعنی تیرے قوانین کے اطاعت گزار) ہو جائیں اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کر دے جو تیرے ضابطۂ قوانین کی محکوم و مطیع ہو (اور اس کے سوا کسی اور کے حکموں کے سامنے سر نہ جھکائے) خدایا! تو ہمیں وہ طور طریقے بتا دے جن سے ہم اس مقصدِ عظیم کے حصول میں کامیاب ہو جائیں اور تیری عنایات و انعامات کا رخ ہماری طرف رہے۔ اس لئے کہ تیرا ہی قانون وہ قانون ہے کہ جونہی کسی نے اس کی طرف رخ کیا، وہ اپنے سامانِ رحمت و ربوبیت کو لے کر اس کی طرف بڑھ آیا۔

اے پروردگار! ہماری اولاد میں یہ سلسلہ اسی طرح قائم رہے تا آنکہ ان میں، اس دعوتِ انقلاب کو لے کر، وہ رسول اٹھ کھڑا ہو جو تیرے ضابطۂ قوانین کو ان کے سامنے پیش کر دے۔ انہیں اس کی تعلیم بھی دے اور یہ بھی بتائے کہ ان قوانین کی غرض و غایت کیا ہے اور (ایسا نظام متشکل کر دے جس میں) لوگوں کی صلاحیتوں کی نشو و نما ہوتی جائے۔ یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔

تمنائے کلیم:

وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْکَ قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزّ

كٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ (۷/۱۵۷-۱۵۶)

اور (جب موسیٰ نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ بار الٰہا!) اس دنیا کی زندگی میں بھی ہمارے لئے خوش گواریاں پیدا کر دے اور مستقبل کی زندگی میں بھی۔ اس لئے کہ ہم تیری طرف رجوع کر رہے ہیں اور آخرت کی زندگی میں ہمارے لئے اچھائی کر۔ ہم تیری طرف لوٹ آئے۔ (ہمارا یہ قانون، سابقہ انبیاء کی وساطت سے بھی ملتا رہا اور اب یہی قانون اس رسول کی معرفت آیا ہے۔ اس لئے اب ہماری ربوبیت اور مرحمت ان لوگوں کے حصے میں آئے گی جو نظامِ ربوبیت قائم کرنے کیلئے) اس رسول کے پیچھے پیچھے چلیں گے جو، (قرآن ملنے سے پہلے) اُمی تھا (۴۸/۲۹) اس کی علامات (یہود و نصاریٰ) اپنے ہاں، تورات اور انجیل میں لکھی پاتے ہیں۔ وہ ان باتوں کا حکم دیتا ہے جسے وحیٔ خداوندی صحیح تسلیم کرتی ہے اور ان امور سے روکتا ہے جو اس وحی کی رو سے، ناپسندیدہ ہیں۔ اس وحی کی رو سے، وہ زندگی کی تمام پاکیزہ، خوشگوار چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے اور ان خبائث کو حرام ٹھہراتا ہے اور (مذہبی پیشواؤں کے جن خود ساختہ آئین و شرائع اور مستبد حکام کے جور و ستم کے) جس بوجھ کے نیچے انسانیت دبی چلی آ رہی تھی، اس بوجھ کو اس کے سر سے اتارتا ہے اور (تقلید و اوہام کی ان زنجیروں میں، انسانی قلب و دماغ جکڑا ہوا تھا) ان زنجیروں کو توڑتا ہے۔ اور اس طرح انسان کو صحیح آزادی عطا کرتا ہے کہ وہ (حدود اللہ کا پاس رکھتے ہوئے) اپنی سعی و کاوش سے جن بلندیوں تک جانا چاہے، چلا جائے۔ اس کے راستے میں کوئی روک نہ ہو۔ لہٰذا جو لوگ اس کی نبوت پر ایمان لے آئیں اور اس کے پیش کردہ پیغام کے مخالفین کے لئے روک بن کر اس کی مدافعت کریں، اس نظام کے قیام میں اس کی مدد کریں اور اس مقصد کے لئے اس روشنی کو اپنی لئے چراغِ راہ بنائیں جسے اس رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے، تو یہی لوگ ہونگے جن کی کھیتیاں پروان چڑھیں گی اور جو کامیاب و کامران زندگی بسر کریں گے۔

تورات میں:

خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند، ایک نبی پیدا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو،

اور خداوند نے مجھ سے کہا میں ان کے لئے ان کے بھائیوں (بنی اسماعیل) میں سے تجھ سا ایک نبی پیدا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا، وہ سب ان سے کہے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتیں جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے گا، تو میں اس کا حساب اس سے لے لوں گا۔

نوید مسیحا:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (۶۱/۶)

اور جب عیسیٰ ابن مریم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کا پیغامبر ہوں اور اس تعلیم کو سچ کر کے دکھانے والا جو تمہارے پاس اس سے پہلے تورات میں آ چکی ہے اور میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔

انجیل میں:

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا۔۔۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ لیکن تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گا، تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہیں کہے گا، بلکہ جو کچھ سنے گا، وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔

لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہاری طرف باپ کی طرف سے بھیجونگا، یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو۔

(انجیل یوحنا، ۱۶/۱۴-۷)

اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس سے پھل لائے، دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا، اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے مگر جس پر وہ گرے گا، وہ اسے پیس ڈالے گا۔ (انجیل متی، ۲۱/۴۲-۴۳)

کتابِ سیرت کے کھلے ہوئے اوراق:

(حضرت) موسیٰ کی سیرت کو لیجئے۔ صدیوں تک یہ زبانی روایات اور قصص و اساطیر پر مشتمل رہی اور اس کی آخری صورت آپ کی وفات کے کہیں آٹھ سو یا ایک ہزار سال بعد جا کر

منتقل ہوئی۔

گوتم بدھ کو لیجئے۔ آپ کی وفات کے عرصہ بعید کے بعد کہیں جا کر اس کی کوشش کی گئی کہ آپ کی زندگی کے نمایاں واقعات کو منضبط کیا جائے۔ لیکن چونکہ ہندی ذہن تاریخ کے لئے مناسب ہی واقع نہیں ہوا، اس لئے یہ کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ بس اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ انہوں نے اپنے باپ کا گھر کیسے چھوڑا اور پھر عرصہ دراز کی جدوجہد کے بعد، اس چیز کو پالیا جسے وہ رازِ زندگی کہتے تھے۔

جناب مسیحؑ کو لیجئے تو ہم، بجائے اس کے کہ تاریخی واقعات تک پہنچ سکیں، افسانوں کی دنیا میں پہنچ جاتے ہیں۔ اگرچہ ہم عیسائیت کے بانی کے قریب رسائی حاصل کر لیتے ہیں لیکن اس کے عہد کے مصنفین کی خاموشی، اس تحریک کے ابتدائی ادوار کی تاریخ کے متعلق رازداری، اس کے قدیمی نوشتوں کے زمانہ تحریر کے متعلق شبہات، بالخصوص اناجیل کی تصنیف کے متعلق شکوک وغیرہ، جناب مسیحؑ کی اس زندگی کے متعلق جو ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے، بہت سی چیزوں کو تاریکیوں میں چھوڑ دیتی ہیں۔ لیکن حضرت محمد ﷺ کی سیرت کے متعلق اس قسم کی کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ آپ ﷺ سیدھی سادی پیدائش، بچپن کے ایام کا صحرا نشین بدوؤں کے خیموں میں بسر ہونا، آپ کی ایک ایسی بیوہ سے شادی جو عمر میں آپ سے کہیں بڑی تھیں، آپ کا مبلغ توحید کی حیثیت سے دعوائے نبوت، مکہ کا طویل قیام، وہاں کے مصائب و نوائب، مدینہ کی طرف ہجرت اور اس شہر کے باشندوں کا قبولِ اسلام، عرب کے نامور قبائل کا آہستہ آہستہ آغوشِ حق وصداقت میں داخلہ، مکہ کی طرف مراجعت اور وفات یہ تمام حالات و واقعات محقق و متعین ہیں۔

ہمیں رسول ﷺ کی زندگی کی کوئی بھی ایسی چیز نہیں ملتی جو امت سے مخفی ہو۔

نبی کی آمد سے قبل جہالت عروج پر تھی خواتین بے ترس مخلوق بنادی گئی تھی انسان جانور بن گیا تھا بے ڈھنگی زندگی گزاری جارہی تھی معاشرہ کے لوگ اس حالت میں تھے جس کا تذکرہ قرآن نے کیا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

انسانیت آگ کے کنارے کھڑی تھی موسموں پر خزاں تھا جانور انسانوں سے پریشان تھے ہر طرف ہر سمت ہر چیز کسی مسیحا کیلئے بیقرار تھی۔ تب اللہ نے انسانوں پر رحم کیا وہ خوش قسمت لمحہ وہ گھڑی آن پہنچی جس کیلئے دنیا منتظر تھی۔ اسی مکرم و ممتاز گھرانے میں، موسم بہار میں، دوشنبہ کے روز، بتاریخ ۹ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء بوقت صبح، اس نیر عالم تاب کا طلوع ہوا جس سے دنیا بھر کی تاریکیوں کو کافور ہو جانا تھا۔ دادا نے اپنے مرحوم لختِ جگر کی یادگار کو اپنی گود میں لیا اور خانہ کعبہ میں جا کر دعا مانگی۔

سامعین محترم!

خطبے کا دوسرا حصہ تھا خود احتسابی کا عمل!

جیسا کہ خطبہ کی پہلی آیت مبارکہ میں اللہ نے فرمایا ہے انسان کے اعضاء سے بھی محاسبہ ہوگا دنیا میں ہم جتنے بھی اعمال کرتے ہیں جتنے بھی زندگی کے لمحات گزارتے ہیں ان سب کا کل میزانِ عدل پر محاسبہ ہوگا ہم میں سے ہر شخص کی یہ خواہش ہے کہ کل کے احتساب میں ہم شرمندہ نہ ہوں تو پھر زندگی میں محاسبہ کرنا شروع کر دیجئے خود احتسابی دین کا حکم ہے رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کو خود احتسابی کا حکم دیتے تھے اور صحابہ نے اہم مقام اعمال اور خود احتسابی کے عمل سے پایا ہے ہم میں آج خود احتسابی کا عمل بالکل ہی نہیں ہے اگر ہم گزشتہ زمانہ کے حکمرانوں کو تاریخ میں دیکھتے ہیں تو ان کا یہ عمل (خود احتسابی) کا باقاعدہ انکی زندگی میں نظر آتا ہے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد اپنی کابینہ کے ساتھ ایک محفل محاسبہ کے نام ہوا کرتی تھی جس میں بادشاہ اپنے آپ کو سب سے پہلے احتساب کیلئے پیش کیا کرتا تھا کہ آج کے دن بحیثیت صدر میں نے کون سا برا کام کیا اور کون سا اچھا کام کیا ہے۔ بلا جھجک سب کو بولنے کا اختیار حاصل تھا یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ نے ایجاد کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے تو آخری خطبہ حج میں اپنی پوری زندگی مبارکہ کا احتساب کروایا تھا سارے صحابہ کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ ہے کوئی ایسا ریاست کا سربراہ جو پوری زندگی کا احتساب کروا کے اللہ کی ملاقات کیلئے جانا پسند کرے؟ یہ احتساب والا عمل ہمیں پھر سے اپنانا ہوگا۔

ہر شخص عشاء کے بعد صرف دس منٹ سوچے آج کے دن میں نے کتنے اچھے کام کیے ہیں ان پر اللہ کا شکر ادا کرے اور سوچے آج کتنے برے کام کیے ہیں کس کا دل دکھایا ہے کس کو تکلیف دی ہے کس کا حق کھایا ہے کس کو ناراض کیا ہے کس کو دھوکہ دیا ہے اگر ایسا کیا ہے تو اللہ سے معافی مانگی جائے اور توبہ کی جائے۔ اور سوچا جائے آج میرا بچہ میری بیوی میری والدہ میرا والد کیوں بیمار ہوا تھا آج میرا نقصان کیوں ہوا تھا اگر میں دکاندار ہوں تو آج سیل کم کیوں ہوئی ہے؟ اگر میں تجارت کرتا ہوں تو سیل کم کیوں ہوئی؟ میں آگے کیوں نہیں بڑھتا؟ تنزلی کی طرف کیوں جا رہا ہوں احتساب کرنے کے بعد اللہ سے معافی مانگے اور آئندہ کا دن اچھا گزارنے کی کوشش کریں۔ اور خود احتسابی کا یہ عمل جاری رکھے ان شاء اللہ زندگی میں اطمینان اور سکون آجائے گا۔

اللہ سے دعا ہے اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلوغ

—

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور فرما دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونک دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے

اے رب العرش العظیم اس دن کی رسوائی سے بچا جس دن ساری انسانیت آپکی عدالت میں جمع ہوگی

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائینگے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دکھا

فا نصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فا نصر علی القوم المشر کین:

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ: